UNIVERSAL LIBRARY
OU_226485
UNIVERSAL LIBRARY

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحیاء شعبۃ من الایمان

چوں از مصادیق حدیث مزبور مسئلہ حجاب است

وایں مکتوب خوش اسلوب مسمی بہ

القول الصواب

فی

تحقیق مسئلۃ الحجاب

دریں مبحث لاجواب است لہذا

باہتمام

احقر محمد علی مالک کتبخانہ امدادیہ دیوبند

از رئیس المطابع واقع دہلی طبع شد

ہر قسم کی درسی وغیر درسی و نیز علماء دیوبند کی
جملہ تصانیف نہایت ہی ارزاں نرخ پر ملتی ہیں
پتہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند۔ یو۔ پی

Checked 1965

CHECKED. 195

ضروری اطلاع

حامداً ومصلیاً،

مسئلہ پردہ کے متعلق دو قسم کے مباحث ہیں نقلی اور عقلی - یہ رسالہ جس سوال کا جواب ہے وہ چونکہ محض قسم اول کے متعلق تھا اس لئے رسالہ ہذا میں عقلی سے تعرض کیا گیا، اگر کسی صاحب کو مباحث عقلیہ دیکھنے کا شوق ہو تو ایک رسالہ مسمّی الجلیس الانیس عما فی تحریر المرأۃ من التلبیس، ایک مصری عالم کا تصنیف کیا ہوا مصر میں چھپا ہے، اس کو ملاحظہ فرمائیں کہ وہ نقلیات کیساتھ عقلیات کا بھی جامع ہے گو یہ رسالہ نقلیات میں بعونہ تعالیٰ غالباً اس سے زیادہ لطیف ہے۔ فقط اشرف علی عفی عنہ۔

دیوبند کا مشہور کتب خانہ امدادیہ

جو علماء دیوبند کی سرپرستی میں ایک عرصہ سے قائم ہے جسمیں کتب درسی وغیر درسی - و کتب مصر و استنبول ونیز علمائے دیوبند کی تمام تصانیف نہایت ہی ارزاں قیمت پر فروخت کی جاتی ہیں صرف ایک دفعہ فرمائش بھیجکر آزمائش کیجئے گا۔

نیازمند

محمد علی کتب خانہ امدادیہ دیوبند یوپی

القول الصواب فی تحقیق مسئلۃ الحجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

عزیز سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آن عزیز نے خط میں لکھا ہے کہ پردہ مستورات کے متعلق میں کچھ غور کرنا چاہتا ہوں شاید کچھ لکھوں اگر موقع ہو تو اس کے "متعلق جہاں تک آیات قرآنی اور احادیث وغیرہ ہوں وہ میرے پاس بھیج دیجئے یہ بھی" مطلع فرمائیے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کا کیا لباس تھا اور اس وقت پردہ کی کیا حد تھی اور کب سے یہ شدت کا پردہ رائج ہوا ہے" اس عبارت کے چند حصے ہیں۔ ایک تمہید۔ دوسرے درخواست آیات اور احادیث کی۔ تیسرے تحقیق لباس ازواج مطہرات و بنات مقدسات چوتھے اس زمانے کے پردہ کی حد کا سوال۔ پانچویں اس پردہ مروجہ کی ابتدا کا دریافت کرنا اس لئے جواب کا کافی ہونا پانچوں اجزاء کے متعلق لکھنے پر موقوف معلوم ہوا لہذا بالترتیب سب قلمبند کرتا ہوں بفضلہ تعالیٰ وعونہ۔

حصہ اول تمہید

عزیز من۔ اس وقت بنظر تحقیق کسی امر میں غور کرنے کے لئے دو شرط کی ضرورت ہے اولاً وہ امر دقیق اور نظری ہو کیونکہ اگر بدیہی اور واضح ہے تو غور محض بیکار ہے۔ ثانیاً ہم لوگوں سے پہلے ہم سے بڑے درجہ کے لوگوں نے جو قوت علمیہ و تائید من اللہ اور طلب صادق و نظر غائر و فکر صائب اور حب دین اور سلامت طبع اور منصف مزاجی اور خوف خدا اور اتباع حق اور مجاہدہ نفس و مخالفت ہوی و حریت خالصہ وغیرہا صفات جمیلہ کاملہ میں ہم سے ہزارہا درجہ بڑھے ہوئے تھے اس امر میں تحقیق اور کلام نہ کیا ہو اور کلام کر کے فیصل اور طے نہ کر دیا ہو۔ کیونکہ اگر اس درجہ کے لوگوں نے کوئی امر ثابت کر دیا ہے ظاہر ہے کہ وہ امر نہایت درجہ منقح و محقق ہو گا۔ اس میں فکر کرنا ایسا ہے۔ جیسے عام رعایا قوانین مجوزہ پارلیمنٹ میں نظر ثانی کرنے لگے اور انتیاح و اطاعت کو اپنی نظر کی رسائی پر موقوف رکھے ہر شخص جانتا ہے کہ یہ ایک گونہ بغاوت کا شعبہ سمجھا جائیگا۔ اب ہم پردہ کے مسئلہ کو جو دیکھتے ہیں اس میں یہ دونوں شرطیں مفقود پاتے ہیں کیونکہ یہ مسئلہ اولاً نہایت بدیہی ہے چنانچہ عنقریب آیات و احادیث کے ملاحظہ سے معلوم ہو گا۔ ثانیاً اس درجہ کے لوگ جو کہ

باجماع امت مرحومہ (جس کا مرتبہ اور قوت کثرت آرا سے ہزار ہا درجہ زیادہ ہے) مقتدائے ملت اور پیشوائے شریعت مسلّم ہو چکے ہیں اس کو طے اور ختم کر چکے ہیں البتہ اتنی خدمت کے لئے حامیان دین و خادمان مذہب ہمیشہ تیار اور آمادہ ہیں کہ اگر کسی طے شدہ مسئلہ میں خواہ وہ منصوص ہو یا اجماعی و علی سبیل الترقی خواہ اجتہادی ہو کسی مخالف کو اعتراض یا کسی موافق کو شبہ او خلجان ہو بشرطیکہ اصول صحیحہ کے موافق اس کو پیش کیا جائے اور انصاف اور کسی خاص جماعت کی تقلید یا کسی خاص غرض کی اتباع سے آزادی کے ساتھ اس کا جواب سننے اور سمجھنے کا وعدہ کیا جائے تو کسی وقت یہ حامیانِ مذہب جواب دینے سے اور اس جواب کے جواب الجواب دینے سے عذر یا انکار کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا کوئی ذمہ دار نہیں کہ دوسرے شخص کو ہدایت بھی ہو جائے کیونکہ یہ امر مجیب یا مصلح کے اختیار سے خارج ہے ورنہ آج ساری دنیا ایک طریقہ پر نظر آتی۔

یہ مضمون جو تمہید کے متعلق ہے خصوصیت کے باوجود سلیس ہونے کے بہت ہی غور کے قابل ہے۔

دوسرا حصہ درخواست آیات و احادیث کی

ان آیات و احادیث کے ساتھ ترجمہ تو ظاہر ہی ہے کہ ضروری تھا اس لئے ترجمہ ہی کی تکمیل کے لئے بہت ہی مختصر مختصر اور سلیس سلیس توضیحات کا بھی ساتھ ساتھ لکھ دینا مناسب بلکہ واجب معلوم ہوا تاکہ فہم میں ترجمہ سے سہولت اور ان توضیحات سے اعانت ہو۔ لیکن یہ اعانت موقوف تھی چند اصولِ موضوعہ پر جو بہت صاف اور بالکل صحیح ہیں اس لئے اوّل اُن اصولِ موضوعہ کی تقریر کئے دیتا ہوں۔

اصول موضوعہ

(۱) زمانۂ نزول وحی میں بمقتضائے حکمت الٰہیہ جلیہ یا خفیہ بعض احکام میں نسخ و تبدّل بھی واقع ہوا ہے اس میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ بتدریج ایک حکم نازل نہیں ہوا۔ پھر نازل ہو گیا اور اس نسخ کی مثال عادات مسلمہ میں اختلاف حال مریض سے طبیب کا نسخہ بدل دینا ہے۔

(۲) بعض یا اکثر احکام میں دو درجے شریعت میں مقرر ہیں عزیمت یعنی حکم اصلی جو کہ شرعاً مقصود ہے اور رخصت یعنی وہ آسانی جو کسی اور ضرورت سے اس عزیمت میں تجویز کی گئی ہے اور اس رخصت کے برتاؤ کو اصلی حکم سمجھ لینا ایسا ہی غلط ہے جیسا اتوار کی تعطیل کو دیکھ کر حکام عدالت

اصلی منصبی فرض اسی کو سمجھ لینا کہ وہ اپنے بنگلوں اور کوٹھیوں میں پڑے آرام کیا کریں اور اگر کوئی درخواست دے تو واپس کر دیا کریں۔

(۳) جس چیز کو حرام یا جرم قرار دیا جاتا ہے جتنے افعال یا امور اُس حرام یا جرم کے وسائل اور ذرائع ہوں بوجہ اعانت جرم کے وہ بھی حرام اور جرم ہو جاتے ہیں۔ گو خصوصیت کے ساتھ ان افعال یا امور کا نام بنام جرم نہ شمار کیا گیا ہو مثلاً استحصال بالجبر جرم ہے تو جتنی صورتیں اس جرم کی ہونگی مثلاً ڈرانا دھمکانا کوٹھڑی میں بند کر دینا وغیرہ وغیرہ سب جرم ہوں گے گو یہ سب امور مفصل جدا جدا دفعات جرم کے تصریحاً نہ گنے گئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی امر منجملہ جرائم ایسا ہو جسکو خصوصیت کے ساتھ بھی روکا گیا ہو اور اس طرز سے بھی اس کی ممانعت ثابت ہوئی ہو۔

ان اصولِ موضوعہ کے بعد اُن آیات واحادیث کی ایک کافی مقدار (گو وہ محیط اور مستوعب نہیں) نقل کرتا ہوں۔

آیات

(۱) وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی (احزاب) — قرار رکھو اپنے گھروں میں اور پہلے زمانہ جہالت کی طرح اظہار کرتی مت پھرو۔

اس آیت میں گو خطاب ازواجِ مطہرات کو ہے۔ لیکن سیاق وسباق میں یعنی اس کے متصل اگلے اور پچھلے کئی حکم یقیناً عام ہیں جیسے لَا تَخْضَعْنَ اور قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا اور اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ اور اٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ اس کو من کل الوجوہ خاص کہنا نہایت مستبعد ہے پھر خود آیت ہی میں غور کرنے سے خصوصیت کا احتمال نہیں کیونکہ قَرْنَ کے بعد اس کے تتمیم کے لئے اس کے مقابل کو منع فرمایا گیا وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی اور ظاہر ہے کہ مقابلہ مقتضی ہے کہ عدم اقرار سے روکنا منظور ہے اُس عدم قرار کو تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ سے تعبیر فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ عدم القرار مذموم ہونے میں مثل تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ کے ہے اور یہ یقینی ہے کہ یہ تتمہ ہے قَرْنَ کا اور تتمہ کسی شئے کا حکم میں اسی شئے کے ہوتا ہے تو اگر قَرْنَ کو خاص کہا جائے گا تو ممانعت تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ کی بھی خاص ہوگی حالانکہ کوئی متدین یا عاقل اس کا قائل نہیں ہو سکتا کہ عام امت کی بیبیوں کو اظہار جاہلیت مباح یا جائز ہے جب یہ عام ہے اور قَرْنَ بوجہ ذی تتمہ ہونے کے گویا اس کا عین ہے پس قَرْنَ بھی عام ہوگا اس کے علاوہ عقل بھی عدم خصوصیت کا حکم کرتی ہے اس واسطے کہ ہر حکم میں کوئی حکمت ہوتی ہے کبھی وہ خفی ہوتی ہے جس کی تفتیش کے ہم مکلف نہیں اور کبھی جلی اور واضح ہوتی ہے

سو اعتبار احکام میں ایسی حکمت کا لحاظ کیا جاتا ہے جس مقام کی یہ آیت ہے اس میں نظر کرنے سے اسکے پاس ایک جملہ نظر آتا ہے کہ لَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ یعنی نرم لہجہ سے بات مت کرو اور اس کے ساتھ ہی اس کی وجہ ارشاد فرمائی ہے فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ یعنی جس کے قلب میں روگ اور خرابی ہے اسکو ناحق ہوس اور طمع دامنگیر ہوگی اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ اس مقام پر یہ بیٹھنے چالنے کا سلیقہ یا گھروں میں بٹھلانے کا طریقہ جو مقرر کیا گیا ہے اس کی خاص حکمت انسداد ہے فتنۂ مکالمت و مخالطت کا جب یہ حکمت خود نفس سے مفہوم ہو چکی اب ظاہر ہے کہ جہاں حکمت اور علت ہو گی یہ احکام بھی وہاں ضروری ہوں گے اور یقینی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بحسب آیت وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ مسلمانوں کی مائیں ہیں اور اسی وجہ سے تمام امت کے مردوں کو ان سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام تھا چنانچہ نص ہے وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖ نیز طبعی اور عقلی طور پر بھی یہ امر معلوم ہے کہ علو شان اور عظمت مرتبہ بھی اعظم اسباب انسداد حرکت نفسانیہ سے قدرتی طور پر ہے جب باوجود اس مانع دینی و فطری کے ازواج مطہرات کو حکم ہوا ہے قرار فی البیوت کا تو دوسری عورتوں کے لئے اول تو بدرجۂ اولےٰ اور نہیں تو کم از کم بدرجۂ مساوی ہی سہی ضرور قرار فی البیوت کا حکم ہوگا ورنہ فتنۂ خفیفہ کا انتظام کرنا اور فتنۂ عظیمہ کا انتظام نہ کرنا صاف انقلاب ہے فطرت کا جو کسی طرح قائل ہونے کے قابل نہیں البتہ اس کی گنجائش ضرور ہے کہ ازواج مطہرات کے قرار فی البیوت میں ان کے معظم و محترم ہونے کو بھی جزو علت کہا جائے یعنی ان کے علو شان کا بھی مقتضا یہ ہے کہ وہ ہر کس و ناکس کے روبرو نہ ہو جایا کریں اور دوسری علت وہی ہے جس کا مفہوم من النص ہونا مذکور ہو چکا پس ان باب میں علت یہ مجموعہ ہو اور عام نساء کے باب میں علت صرف سدّ فتنہ ہو پس اتنی خصوصیت کے اعتبار سے اگر اس خطاب کو خاص کہا جاوے تو صحیح ہے لیکن اس سے قرار فی البیوت کے وجوب کا خاص ہونا لازم نہ آیا البتہ قرار للاحترام کا خاصّ ہونا بیشک ثابت ہوا اور یہی وجہ ہے کہ چونکہ احترام انکے لوازم سے ہے اس لئے اگر ان کے خروج عن البیوت میں فتنہ بھی نہ ہو جب بھی بلا ضرورت ان کے لئے حرام ہے اور دوسری عورتیں اگر بوجہ کبر سن وغیرہ کے محل شہوت و فتنہ نہ رہیں تو ان کو چہرہ اور دونوں کف دست کھول دینے کی شرعًا اجازت ہے اسی جگہ سے بعض علماء نے لکھدیا ہے کہ حجاب کی فرضیت حضرات ازواج مطہرات کی خصوصیات سے ہے جس کا حاصل دوسرے طالب علمانہ عنوان میں یہ ہے کہ حجاب ازواج مطہرات کے حق میں واجب لغیرہ ہے لیکن نفس وجوب

ف والیہ الاشارۃ فی قولہ تعالیٰ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ ۱۲

دونوں میں مشترک ہے اور یہی مقصود و مدعا مثبتین پردۂ متعارفہ کا کہ جوان[۱] یا میانہ عمر عورت کو نامحرم کے روبرو ہو جانا حرام ہے گو حرمت لغیرہ ہو۔

(۲) وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ط (احزاب)

اور جب تم ان بیبیوں سے کوئی چیز مانگنے لگو تو آڑ کے پیچھے سے مانگو اس میں زیادہ پاکی ہے تمہارے دلوں کی بھی اور انکے دلوں کی بھی۔

یہ آیت بھی صاف بتلا رہی ہے کہ حجاب جس کی حقیقت پردۂ متعارف ہے بہت ضروری اور اہتمام کے قابل ہے کہ باوجودیکہ چیز مانگنا ایک گونہ ضرورت بھی ہے۔ لیکن اس ضرورت کے ساتھ بھی رفع حجاب کی اجازت نہیں ہوئی بلکہ اس حالت میں بھی صیغۂ امر کے ساتھ جو کہ شرعاً و عقلاً وجوب کو مفید ہوتا ہے حفاظت حجاب کا خطاب کیا گیا تو بھلا جہاں یہ ضرورت بھی نہ ہو یا اس سے خفیف ضرورت ہو جیسے ہوا خوری یا توسیع معلومات دنیا تو وہاں بے حجابی کی کب اجازت ہوگی اور ہر چند کہ یہ آیت بھی حضرات ازواج مطہرات کے حق میں ہے لیکن اس کے ساتھ ہی جو علت اس حکم کی فرمائی گئی ہے یعنی اس حجاب کا ذریعہ طہارت قلوب ہونا وہ بدلالۃ النص یعنی درجۂ اولویت میں بتلا رہی ہے کہ جہاں لوث احتمال غالب بھی نہ ہوا اور وہاں یہ احتیاط واجب کی جائے تو جس جگہ یہ احتمال غالب ہو تو احتیاط اور زیادہ واجب ہوگی اور حضرات ازواج مطہرات میں لوث کا احتمال مفقود ہونا اور دوسری جگہ موجود ہونا ظاہر ہے اور اوپر کی آیت کے ذیل میں اس کی مدلل تقریر بھی کردی گئی ہے البتہ لعینہ اور لغیرہ کا فرق یہاں بھی گنجائش رکھتا ہے سو یہ فرق ہمارے مقصود میں خلل انداز نہیں جیسا اوپر گذر چکا۔

(۳) يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ (احزاب)

اے پیغمبر کہہ دیجئے اپنی بیبیوں سے اور صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے کہ نیچے لٹکا لیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو آزار نہ دیجایا کریگی۔

اس آیت میں تعلیم ہے گھر سے باہر نکلنے کے ضابطہ کی جو کسی ضرورت سفر وغیرہ سے واقع ہو کہ اسوقت بھی بے حجاب مت ہو بلکہ اپنی چادر کا پلہ اپنے چہرہ پر لٹکا لیں۔ تاکہ چہرہ کسی کو نظر نہ آئے۔ ظاہر ہے کہ اس تصریح کے بعد اس کہنے کی گنجائش کب ہے کہ چہرہ کا چھپانا فرض و واجب نہیں ہے۔ نص قطعی دلالت قطعی اور اس میں آیات سابقہ سے اس قدر مزید اور ہے کہ عام مسلمانوں کی بیبیوں کو لفظاً

[۱] اور پیرزن کا حکم آگے آتا ہے ۱۲

بھی شامل کرایا گیا جس میں خصوصیت کا وہم سرسری نظر سے بھی نہیں ہو سکتا۔ البتہ لعینہ لغیرہ کے فرق کے انکار کی ہم کو ضرورت نہیں اور جو فرمایا ہے کہ "اس سے ان کی جلدی پہچان الخ" اس کا قصہ یہ ہے کہ اس وقت بعض منافقین کنیزوں کو اپنی خباثت باطنی سے دق کیا کرتے تھے تو اس ہیئت میں علاوہ ادائے فرض حجاب کے یہ بھی حکمت ہے کہ اس سے بی بی لونڈی کی پہچان بھی ہو جائے گی کیونکہ لونڈیوں کو کھلے منہ رہنے کی اجازت تھی نہ اس وجہ سے کہ ان کا بدن چھپانے کی چیز نہیں (کیونکہ المرأۃ عورۃ[1] نے مطلق عورت کو پردہ کی چیز بتا دیا ہے اور عقلاً بھی مرغوب ہونے میں مشترک ہے) بلکہ صرف اس وجہ سے کہ ان کو منہ وغیرہ چھپانے کی تاکید میں ان کے منصبی خدمات خلل پذیر ہوتے ہیں اس ضرورت سے اس حکم میں آسانی برتی گئی اور چونکہ اس کی ضرورت آزاد عورت کی ضرورت سے زیادہ تھی اس لئے اس کے اعضائے مکشوفہ کا عدد بھی زیادہ ہے (نمبر۲ اصول موضوعہ) تو حاصل آیت کا یہ ہوا کہ بیبیوں کی بے حجابی سے لونڈیوں کی حفاظت تو ہو ہی نہ جائے گی بلکہ یک نشد دو شد کا مضمون ہو جائے گا اس لئے تم کو تو وضع اصلی کے چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اسمیں تمہاری حفاظت بھی سہل ہے اس لئے تم تو اس کی پابند رہو باقی کنیزوں کی حفاظت کا دوسرا انتظام ہو سکتا ہے چنانچہ اس سے اگلی آیت میں ان کو خوب دھمکایا ہے کہ اگر وہ باز نہ آئیں گے تو ان کے اخراج بلد اور قتل عام کا حکم دیا جائیگا (لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ الی قولہ تَقْتِيْلًا) اب کسی پہلو میں کوئی خلجان نہ رہا اور سب انتظام کافی ہو گیا۔

(۴) وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ (الی قولہ) وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ (سورۃ نور)

آپ مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی آبرو کی حفاظت کیا کریں اور حسن و جمال نہ دکھایا کریں مگر جو چیز کھلی ہی رہتی ہے تو خیر اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں آگے چلکر فرمایا۔ اور دھما کے سے پاؤں نہ رکھا کریں کبھی ان کا چھپا ہوا سنگار معلوم نہ ہو جائے۔

اس میں بھی صاف حکم ہے حسن و جمال کے چھپانے کا جو حقیقت ہے پردہ کی اور یہ جو فرمایا "مگر جو چیز کھلی ہی رہتی ہے" مراد اس سے چہرہ اور ہر دو کف دست ہیں جیسا حدیث[2] میں اس استثنا کی تصریح ہے اور محل اس استثنا کا موقع ضرورت ہے جو موثر ہے حکم کے آسان ہو جانے اور عزیمت کی جگہ رخصت پر عمل کے جائز ہو جانے میں (نمبر۲۔ اصول موضوعہ) باقی پورے حجاب کا حکم اصلی ہونا خود استثنا سے

[1] یہ حدیث آگے آتی ہے نمبر (۱) میں ۱۲ [2] یہ حدیث آگے آتی ہے نمبر (۷) میں ۱۲

سباق وسیاق یعنی ماقبل ومابعد میں نظر کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے چنانچہ ماقبل میں غض بصر و حفظ فروج کا حکم فرمایا جس سے صاف واضح ہے کہ حجاب کی اصلی علت فتنۂ شہوت کا روکنا ہے اور اس کا یہانتک اہتمام ہے کہ خمار یعنی سربند سے سر اور گردن تک چھپانے کا حکم ہوا چنانچہ سر ڈھانکنے کے لئے خود لفظ خمار اور گردن ڈھانکنے کیلئے عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ دلالت میں کافی ہے اور مشاہدہ وبداہت سے یہ امر ثابت ہے کہ چہرہ کو جو کہ مجمع محاسن ہے دیکھکر جس قدر کشش اور میلان ہوتا ہے سر اور گردن سے نہیں ہوتا تو جب ایسی چیز جو کہ تحریک فتنہ مذکورہ میں ضعیف اور خفیف ہے چھپانے کے قابل مؤکد صیغہ سے بتلائی گئی تو چہرہ کو جو کہ تحریک فتنہ میں اصل ہے کیونکر چھپانے کی چیز نہ کہا جائیگا بہرحال اشتراک علت سے اشتراک معلول یقینی ہے اگر درجہ اولیٰ میں نہیں تو اقل مرتبہ بدرجہ مساوی تو ضرور ہی ہوگا اس سے صاف معلوم ہوا کہ اصلی حکم حجاب کامل ہے جہاں ضرورت نہ ہوگی اور بوجہ شباب فتنہ کا احتمال ہوگا عام اس سے کہ فتنہ ابصار ہو یا فتنہ فروج ہو وہاں سے اسی حکم اصلی پر عمل ضروری ہوگا اسی طرح مابعد میں محض پاؤں کو زور سے رکھنے سے کس تاکید سے روکا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کی علت کہ وجوب اخفائے زینت ہے فرمادی گئی ہے ظاہر ہے کہ فتنہ صوت زیور سے بدرجہا فتنہ صورت بڑھا ہوا ہے جب اس کا انسداد ہوا ہے اس کا کیوں نہ ہوگا پس فی نفسہ حجاب کامل کی ضرورت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا۔

(۵) وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ اللّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ (نور)

اور جو عورتیں ایسی ہارگئی ہیں کہ ان کو منکوحہ بننے کا احتمال بھی نہیں رہا ایسیوں کو اس بات میں کچھ گناہ نہیں کہ وہ اپنے خاص خاص کپڑے اتار کر رکھا کریں بشرطیکہ زینت کے مواقع ظاہر نہ کریں اور اس سے بھی بچیں تو

ان خاص کپڑوں سے مراد زائد کپڑے ہیں جن سے منہ ہاتھ وغیرہ چھپایا جاتا ہے کیونکہ بجز وجہ اور کفین کے باقی بدن کا چھپانا تو جوان بوڑھی سب ہی کے واسطے فرض ہے چنانچہ اسی آیت میں بھی یہ شرط لگادی ہے غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ اور زینت میں سارا بدن داخل ہے باستثنائے ضروری اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے جس کی تفسیر وجہ اور کفین ہے جیسا آیت (۴) میں مذکور ہے پس وہ آیت اس آیت کی تفسیر ہوجائے گی جب باقی بدن کے چھپانے میں بوڑھی جوان برابر ہوئیں تو جن کپڑوں سے یہ باقی بدن چھپایا جاتا ہے زائد کپڑوں سے ایسے کپڑے مراد نہیں ہوسکتے جیسا کہ ظاہر ہے پس یقیناً وجہ اور کفین کے چھپانے والے کپڑے مراد ہوں گے پھر اس میں تخصیص کی گئی بہت بوڑھی عورتوں کی

جس سے صاف معلوم ہوا کہ جو عورت ایسی نہ ہو بلکہ نکاح کے قابل ہو یعنی جوان ہو یا میانہ عمر ہو (کیونکہ مشاہدہ ہے کہ میانہ عمر بھی منکوحہ بنتی ہے اور بچے بھی جنتی ہے) تو کسی کے سامنے اُن زائد کپڑوں کے اتارنے کی اس کو بلا ضرورت اجازت نہیں تو وجہ اور کفین کا واجب الستر ہونا بدلالت واضحہ اس سے مفہوم ہوا البتہ چونکہ ان کا وجوب ستر لغیرہ ہے اور وہ غیر لنساء قواعد میں مرفوع ہے لہٰذا ان کو انکشاف کی اجازت ہو گئی لیکن اجازت ہی کے ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ "اس سے بھی بچیں تو اور بہتر ہے" جس سے متیقن ہو گیا کہ یہ اجازت رخصت ہے اور عزیمت وحکم اصلی وجوب ستر ہے چونکہ عزیمت پر عمل افضل ہوتا ہے اس لئے استعفاف کی خیریت کو بھی بتلا دیا جس پر بفضلہ تعالیٰ اس وقت اکثر مسلمان خوشی سے کاربند ہیں اور اس موقع کی آیات کا حاصل یہ ہے کہ غیر بالغین اور مملوکین خادمین کو بجز اوقات استراحت کے جن میں انکشاف غالب ہے، اور وقتوں میں بلا استئذان گھروں میں آجانے کی اجازت دی گئی اور بالغین احرار کے لئے ہر وقت استئذان کو واجب قرار دیا اور اس استئذان کے وقت وجہ اور کفین کے انکشاف بلا ضرورت میں شواب اور عجائز فرق کیا گیا۔

(۶) لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ (طلاق)

ان (طلاق دی ہوئی) عورتوں کو ان کے (رہنے) کے گھروں سے مت نکالو اور نہ وہ نکلیں مگر یہ کہ کھلی بیحیائی اختیار کریں (تو اور بات ہے) اور یہ خداوندی ضابطے ہیں اور جو خدا کے ضابطوں سے اِدھر اُدھر گیا اس نے اپنا ہی نقصان کیا۔

اس میں طلاق والی عورتوں کو گھر میں رہنے کی اور رکھنے کی تاکید کی ہے اور اس حبس کو سزائے طلاق تو کہہ نہیں سکتے ہیں کیونکہ اگر کسی صورت میں طلاق نازیبا ہے تو وہ فعل مرد کا ہے عورت کو سزائے حبس کیوں دی جائے تو بالضرور کہنا پڑے گا کہ عورت کی وضع فطری کا مقتضا یہی ہے کہ گھر میں رہا کرے اور یہ وضع اور یہ مقتضا قبل طلاق بھی اسی حالت پر تھا لیکن طلاق کو اس میں دخل ہونا جیسا کہ آیت سے معلوم ہوا وہ نفس وجوب حجاب نہیں بلکہ زیادت حجاب میں ہے اور وجہ اس زیادت کی یہ ہے کہ قبل طلاق چونکہ یہ عورت ایک مرد کے نامزد تھی اس لئے طامعین کی طمع کسی قدر منقطع تھی اور اب بوجہ آزاد ہو جانے کے طامعین کے قلوب میں زیادہ میلان ہو سکتا ہے اس لئے زیادہ حفاظت کی ضرورت ہوئی اس لئے جو ضرورتیں جواز خروج کے لئے قبل طلاق کافی تھیں اب اس جواز کے لئے ان ضرورتوں میں زیادہ شدت شرط ہوگی اور وہ سابق ضرورتیں جواز کیلئے

ل الاضافۃ للعہد والمعہود فی تقریر الآیۃ ۱۲۔

ناکافی سمجھی جائیں گی۔ رہا یہ کہ بعد انقضائے عدت پھر خروج کی کیوں اجازت ہے حالانکہ اس وقت اس طرح میں اور قوت ہو جاتی ہے سو وجہ فرق وہیں **اوّل** یہ کہ اسوقت کی طمع کہ دار نکاح ہی ممکن ہے بخلاف حالت عدت کے کہ دوسرا نکاح بھی حرام ہے دوسرے یہ کہ اس وقت کوئی اس کا کفیل نفقہ نہیں اس لئے ضرورت کے لحاظ میں وسعت کی گئی اور اس وقت طلاق وہندہ کے ذمہ اس کا نفقہ ہے لہٰذا اس وسعت کی ضرورت نہیں سمجھی گئی اور اس تاکیدی حکم کو اور زیادہ مؤکد اس سے کیا گیا کہ اس کو منجملہ حدود الٰہیہ فرمایا اور تعدی حدود پر وعید سنائی اور ایک تفسیر پر اس خروج کو بے حیائی فرمایا (جبکہ یہ استثنا متعلق لَا یَخْرُجْنَ کے ہو اس سے اور تاکید بڑھ گئی اور دوسری تفسیر پر کہ اقامت حد کے لئے اخراج کا حکم ہو (جبکہ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ کے متعلق ہو) نیز ایک گونہ حکم مذکور کی تاکید ہے کہ صرف شرعی ضرورت سے جو کہ بہت ہی شدید ہے اخراج کو گوارا کیا اور ماسوائے ضرورت شدیدہ میں اصلی حکم **حبس فی البیوت** ہی باقی رہا۔

(۷) وَ الّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰى یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا (نسا ع)

اور جو عورتیں بے حیائی کا کام کریں ان پر چار آدمیوں کو اپنے میں سے گواہ بناؤ اور جب وہ گواہ ہو جائیں تو ان عورتوں کو بدستور[1] گھروں میں کھے رہو یہاں تک کہ یا تو موت ان کی جان لیلے اور یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی راہ کرے یعنی حکم ثانی دیدے۔

یہ آیت جس وقت نازل ہوئی تھی حد زنا مقرر نہ ہوئی تھی اس لئے حکم ثانی کے انتظار کا امر فرمایا اور اس وقت تک یہ حکم فرمایا کہ ان کو گھروں میں بدستور رہنے دو یہ لفظ بتلا رہا ہے کہ پہلے سے وہ گھروں میں تھیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی وضع اور مقتضائے فطرت نسوان کا یہی ہے کہ گھروں میں رہیں صرف اس بے حیائی سے احتمال تھا کہ بوجہ غیظ گھر سے نکال باہر کردیں اسلئے امساک کا حکم دیا کہ ابھی حالت سابقہ پر گھروں میں رکھو چنانچہ اس کے بعد جب حد مقرر ہو گئی تو حکم ثانی معلوم ہو گیا کہ سزا کے لئے حاضر عدالت کی جائیں گی۔

احادیث

(۱) عن ابن مسعود عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال المرأۃ عورۃ فاذا خرجت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سرتا پا پوشیدہ

[1] ہذا القید یفیدہ لفظ الامساک کما فی قولہ تعالیٰ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ فانہ ابقاء الشئی علی حالۃ الاولیٰ

استشرفها الشیطان۔ رواہ الترمذی (مشکوۃ)

رہنے کے قابل ہے جب وہ باہر نکلتی ہے شیطان اسکی تاک میں لگ جاتا ہے

یہ حدیث نہایت بلاغت اور وضاحت سے عورت کو پوشیدہ رہنے اور رکھنے کی تاکید اور اسکے نکلنے کا موجب فتنۂ شیطانی ہونا بیان کر رہی ہے۔

(۲) عن ام سلمۃ انھا کانت عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ومیمونۃ اذ اقبل ابن ام مکتوم فدخل علیہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احتجبا منہ فقلت یا رسول اللہ الیس ھو اعمے لا یبصرنا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم افعمیاوان انتما الستما تبصرانہ۔ رواہ احمد والترمذی وابوداؤد (مشکوۃ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ دونوں ازواج مطہرات سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں اتنے میں عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نابینا) آئے اور اندر آنے لگے حضور نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ دونوں پردہ میں ہو جاؤ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو نابینا ہیں ہم کو تو دیکھتے بھی نہیں آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تم بھی نابینا ہو گیا تم انکو دیکھیے

باوجودیکہ اس مقام پر کوئی قریب احتمال بھی خرابی کا نہ تھا کیونکہ ایک طرف ازواج مطہرات جو مسلمانوں کی مائیں ہیں دوسری طرف ایک نیک صحابی پھر وہ بھی نابینا لیکن اس پر بھی مزید احتیاط کے لئے یا تعلیم امت کیلئے آپ نے بیبیوں کو پردہ کرا دیا تو جہاں ایسے موانع قوی بھی نہ ہوں وہاں پر کیوں نہ قابل اہتمام ہوگا

(۳) عن عائشۃ فی قصۃ طویلۃ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ھو لک یا عبد ابن زمعۃ الولد للفراش وللعاھر الحجر ثم قال لسودۃ بنت زمعۃ احتجبی منہ لما رأے من شبھہ بعتبۃ فما راٰھا حتے لقی اللہ
متفق علیہ
(مشکوۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک قصۂ طویل میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مقدمہ سعد اور عبد بن زمعہ میں فیصلہ کیلئے یہ فرمایا کہ یہ لڑکا تم کو دیا گیا اے عبداللہ بن زمعہ کیونکہ اولاد حق صاحب فراش کا ہے اور بدکار کیلئے پتھر پھر آپ نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ اس لڑکے سے چھپا کرو کیونکہ آپ نے اس لڑکے کی صورت عتبہ سے ملتی دیکھی پھر وہ لڑکا مرتے دم تک حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھنے نہیں پایا

یہ لڑکا زمعہ کی لونڈی کا تھا جو عتبہ کے نطفۂ ناجائز سے پیدا ہوا تھا عتبہ کے مرنے کے بعد برادر عتبہ نے اس لڑکے کے بھتیجا ہونے کا دعویٰ کیا اور اس زمعہ کے ایک بیٹا تھا عبد اس نے اس لڑکے کے

بھائی ہونے کا اس بنا پر دعوی کیا کہ میرے باپ کی ایسی لونڈی سے پیدا ہوا جو میرے باپ کے استعمال میں رہتی تھی حضور نے موافق قانون شرعی کے کہ نطفۂ حلال سے نسب ثابت ہوتا ہے نطفۂ حرام سے نہیں ہوتا اس لڑکے کو عبد بن زمعہ کا بھائی قرار دیا اور آپ کی بی بی حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا انہیں زمعہ کی بیٹی ہیں تو اس قاعدہ کے موافق وہ لڑکا حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا کا بھائی ہوا اور محرم ہونے کی وجہ سے پردہ کی ضرورت نہ تھی لیکن حضور نے احتیاطاً بوجہ مشابہت شکل حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا کو حکم پردہ کا فرمایا جس پر بہت پابندی کے ساتھ عمل کیا گیا اس قصہ سے معلوم ہوا کہ پردہ کا اس درجہ شدت سے اہتمام تھا کہ خفیف شبہ پر بھی احتیاط کی جاتی تھی

(۴) عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل یا رسول اللہ ارأیت الحمو قال الحمو الموت متفق علیہ (مشکوۃ)

(حمو: دیور جیٹھ وغیرہ)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے پاس آمد و رفت رکھنے سے بچا کرو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھلا دیور کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا وہ تو موت ہے

اس حدیث میں بے ضرورت و بے تکلف عورتوں کے پاس آمد و رفت رکھنے کو حرام فرمایا ہے اور نقل صحیح اور دلالت صریحہ سے ثابت ہے کہ اس آمد و رفت کا عمدہ انسداد یہ پردۂ مروجہ ہے ورنہ اور کوئی امر اس درجہ کا مانع قوی نہیں چنانچہ مشاہدہ ہے تو جب پردۂ مروجہ نہ ہوگا یہ بیجا آمد و رفت بھی ضرور رہے گی اور ایسی آمد و رفت حرام ہے تو بے پردگی جو اس کا ذریعہ ہے نیز حرام ہے (نمبر۱۔ اصول موضوعہ) پس پردۂ مروجہ واجب ہے۔

(۵) عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یخلون رجل بامرأۃ الا کان ثالثہما الشیطان رواہ الترمذی (مشکوۃ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مرد کسی عورت کے پاس تنہا جگہ میں بیٹھے گا وہاں تیسرا شیطان ضرور ہوگا

یہاں بھی مثل حدیث (۴) کے تقریر ہے کہ نامحرم مرد عورت کا تنہا جگہ بیٹھنا حرام ہے اور اگر پردہ نہ ہو تو عادت اور مشاہدہ شاہد ہے کہ ہرگز اس میں احتیاط نہ کی جائے گی بالخصوص آجکل کے بیباک اور آزاد طبائع سے یہ امر یقینی ہے پس بے پردگی ذریعہ ہوگی اس تنہائی کی اور یہ تنہائی حرام تو اس کا ذریعہ یعنی بے پردگی بھی حرام (نمبر۳۔ اصول موضوعہ) پس پردۂ مروجہ واجب ہے

(۶) عن الحسن مرسلا قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعن اللہ الناظر

حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھکو یہ حدیث پہونچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

والمنظور الیہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان یہ حدیث پہونچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی لعنت ہو اُس پر (جو بری نظر سے) دیکھے اور اُس پر بھی جس کو دیکھے یعنی وہ اگر بے احتیاطی کرے یہاں بھی وہی تقریر ہے کہ نظر کرنا اور کرانا حرام اور بے پردگی یقیناً اس کا ذریعہ ہوگی تو وہ بھی حرام (نمبر۳ اصول موضوعہ) پس پردہ واجب۔

(۷) عن عائشۃ ان اسماء بنت ابی بکر دخلت علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعلیہا ثیاب رقاق فاعرض عنہا وقال یا اسماء ان المرأۃ اذا بلغت المحیض لن یصلح ان یریٰ منہا الا ھذا وھذا و اشار الی وجہہ وکفیہ۔ رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہی کہ انکی بہن اسماء حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اسوقت انکے بدن پر باریک کپڑے تھے آپنے انسے منھ پھیر لیا اور فرمایا کہ اے اسماء جب عورت بالغ ہوجائے پھر بجز چہرہ اور کفین کے اور کوئی چیز اس کی نظر نہ آنا چاہیئے۔

اس میں بھی وہی تقریر ہے کہ عورت کو ایسا باریک کپڑا پہننا جس میں بدن جھلکے حرام اور بے پردگی میں بمقتضائے تکلف و زینت طبعی خصوصاً طبیعت زنان ہند ضرور نامحرم کے روبرو باریک کپڑے پہنے جائیں گے اور یہ حرام پس بے پردگی بھی حرام (نمبر۳۔ اصول موضوعہ) بتقریر دیگر حدیث میں تصریح ہے کہ سر کھولنا حرام اور حسب عادت بے پردگی میں سر کا کھلنا یقینی پس بے پردگی حرام ہوئی (نمبر۳۔ اصول موضوعہ) پس پردہ واجب ہوا چونکہ وجہ اور کفین کے مستور ہونیکا حکم اصلی ہونا واضح اور کافی طور پر اور پر مختلف پہلوؤں سے ثابت ہوچکا اس لئے یہ استثنا یقیناً یا قبل نزول حکم حجاب ہے (نمبر۱۔ اصول موضوعہ) یا حالت ضرورت میں یہ رخصت ہے (نمبر۲۔ اصول موضوعہ) اور کثرت سے ایسے احادیث صحاح میں موجود ہیں جنمیں عورت کو نامحرم مرد کے سامنے خوشبو لگانیکی ممانعت اور نماز گھروں کے اندر پڑھنے کی ترغیب اور گھر کے اندر جو اور گھر ہوتا ہے اس میں پڑھنے کی زیادہ فضیلت اور سر کھولنے کی حرمت اور نامحرم کے روبرو اظہار زینت کی ممانعت اور نظر بد کا زنا ہونا وغیرہ وغیرہ مذکور ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکم اصلی پورا پردہ ہے اور بے پردگی ذریعہ مفاسد بے شمار کا ہے اور جہاں کہیں انکشاف وجہ و خروج کا اذن ہوا ہے وہ محض ضرورت یا کسی اسلامی مصلحت کی وجہ سے ہوا ہے وہ بھی بڑی قیدوں اور شرطوں سے اور بعض جگہ قبل حکم حجاب کے ہے (نمبر۱ و ۲ و ۳۔ اصول موضوعہ)

نمبر۳ حصہ تحقیق لباس ازواجِ مطہرات و بناتِ مقدسات

اوپر آیت (۳) سے جلباب یعنی چادر اور آیت (۴) سے خمار یعنی سربند کا رواج ہونا عیاں معلوم ہوا ہے اب خصوصیت کے ساتھ حدیثوں سے اس کا پتہ لکھا جاتا ہے۔

(۱) عن ام سلمة ان النبي صلى الله عليه وسلم دخل عليها وهي تختمر فقال لية لا ليتين رواه ابو داؤد (مشکوٰۃ)
(۲) و دخلت على عائشة وعليها درع قطري الحديث رواه البخاري (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ (زوجہ مطہرہ) کو سربند باندھتے دیکھا آپ نے فرمایا ایک پھیر لپیٹنا دو پھیر نہیں تاکہ مردوں کے عمامہ کے مشابہ نہ ہو جائے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ مطہرہ) پر ایک درع موٹا بنا ہوا دیکھا۔

قاموس میں درع کی تفسیر قمیص کی ہے اور مغرب میں ما یلبس فوق القمیص کی ہے (مرقاۃ)

(۳) عن ام سلمة قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم حين ذكر الازار فالمرأة يا رسول الله قال ترخي شبرا فقالت اذا تنكشف اقدامهن قال فيرخين ذراعا رواه ابو داؤد (مشکوٰۃ)
(۴) قالت امرأة يا رسول الله احدنا ليس لها جلباب قال لتلبسها صاحبتها من جلبابها متفق عليه (مشکوٰۃ) (۵) فيلبس السراويل (نسائی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لنگی کا بیان فرمایا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ مطہرہ) نے عرض کیا کہ عورت کتنی نیچی رکھے آپ نے فرمایا (کہ نصف ساق سے) ایک بالشت انہوں نے عرض کیا کہ کبھی کبھی قدم کھل جائیگا فرمایا تو ایک ہاتھ ایک عورت نے عرض کیا کہ بعض عورت کے پاس چادر نہیں ہوتا آپ نے فرمایا دوسری اپنی چادر میں سے اڑھا دے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت (احرام میں مردوں کو) پائجامہ پہننے کی اجازت دی۔

حدیث (۱) سے سربند اور (۲) سے کرتہ اور شلوکہ اور (۳) سے لنگی اور (۴) سے چادر اور (۵) سے پائجامہ کا رواج اس زمانہ میں ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہی غالب تھے جنمیں سے جلباب تو اکثر باہر جانیکے وقت ضرورۃً بجائے برقعہ کے پہنا جاتا تھا باقی کپڑے گھروں میں ہر وقت پہنتے تھے جسمیں بجز وجہ و کفین کے تمام بدن پوشیدہ رہتا تھا اور وجہ اور کفین کا انتظام یہ کیا گیا تھا کہ بلا پکارے اور پوچھے گھروں میں آنیکی ممانعت تھی اس وقت پوری احتیاط ہو جاتی تھی جیسا آیت (۵) کے ذیل میں بیان ہو چکا ہے اور مسئلہ استئذان میں حدیثیں بکثرت آئی ہیں اور جلباب کا ساتر وجہ اور کفین ہونا یہیں سے صاف واضح ہے جیسا آیت (۳) میں ذکر ہوا

چوتھا حصہ اس زمانہ کے پردہ کی حد

ہرچند کہ آیات و احادیث مذکورہ بالا سے خود اس سوال کا جواب نکل آیا لیکن خاص طور پر ایک آدھ اور بھی نقل کئے دیتا ہوں۔

عن ام عطية قالت امرنا ان نخرج الحيض

حضرت ام عطیہ کہتی ہیں کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یوم العیدین وذوات الخدور الحدیث نے حکم دیا حیض والی عورتوں اور پردہ نشین عورتوں کو عیدین لفظ ذوات الخدور میں دلالت واضحہ ہے کہ اس وقت پردہ کی یہی عادت اور ہیئت تھی جواب ہے اور یہ باہر لیجانا بغرض اظہار شوکت اسلامی تھا نہ حکم اصلی (نمبر۲۔ اصول موضوعہ) یہی وجہ ہے کہ حیض والیوں کو بھی شامل کیا گیا صحابہ اپنے نور فہم سے اس کا حکم غیر اصلی ہونا سمجھکر اپنے وقت میں عزیمت پر عامل ہو گئے

کے روز باہر لیجانیکا ۔۔۔ جیسا حدیثوں میں آیا ہے۔

(۲) عن عائشۃ اومت امرأۃ من وراء ستر بیدھا کتاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث رواہ ابوداؤد ونسائی (مشکوۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ ایک بی بی کے ہاتھ میں خط تھا اسنے پردہ کے پیچھے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دینے کے لئے بڑھایا۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس وقت کی عورتیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسا ہی پردہ کرتی تھیں بلکہ حدیث افک میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے خالی ہودج کو بھرا گمان کر کے باندھ دینے سے اس وقت کی ڈولی کی رسم اور کہاروں سے بی بی کے نہ بولنے کی تائید نہایت محکم ہے۔

(۳) عن ابی السائب عن ابی سعید الخدری فی قصۃ الفتی حدیث العھد بعرس فاذا امرأتہ بین البابین قائمۃ فاھوی الیھا بالرمح لیطعنھا واصابتہ غیرۃ الحدیث رواہ مسلم (مشکوۃ)

ایک نوشہ صحابی کے قصہ میں ہے کہ وہ جو اپنے گھر گئے تو بی بی کو دروازہ میں کھڑا دیکھکر غیرت آئی اور نیزہ سے مارنا چاہا (آخر سبب کیوجہ سے باہر نکلنے کی مجبوری معلوم ہوئی)

معلوم ہوتا ہے پردہ کی رسم اس درجہ طبائع میں مرکوز تھی کہ دروازے ہی میں کھڑے ہونے پر بیتاب ہو گئے

پانچواں حصہ پردہ مروجہ کی ابتدا

(۱) عن انس فی قصۃ تزوج زینب من الحدیث الطویل قال فرجعت فاذا ھم قد قاموا فضرب بینی وبینہ الستر وانزل آیۃ الحجاب (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ قصہ نکاح حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ تعالی عنہا میں راوی ہیں کہ پھر وہ دعوت کھانے والے چلے گئے حضور جو تشریف لائے تو اپنے اور میرے درمیان میں پردہ لٹکا دیا اور آیت پردہ کی نازل ہو گئی۔

اس سے ابتدا معلوم ہو گئی کہ خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے اسکی تعلیم کی گئی بلکہ مسلم کی دو حدیثوں میں تصریح ہے کہ اس حکم نازل ہونے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا طبعًا تقاضا تھا کہ ازواج مطہرات کو کسی کے سامنے نہ آنے دیجئے آپ اپنی بلند نظری سے التفات نہ فرماتے تھے یہانتک کہ وحی نازل ہوئی پھر خود آپنے نہایت تاکیدی احکام خاص و عام جاری فرمائے جنکی تفصیل باحسن واکمل وجوہ ثابت ہو چکی ہے اس سے زیادہ بھی تفصیل ممکن ہے مگر بین روایت اور درایت دونوں بین قصہ کافی سمجھکر اختصار کیا آخر میں اس قول کے متعلق کہ شاید کچھ لکھوں اسقدر کہنا ضروری ہے کہ اگر اس سے کسی جزو میں اختلاف ہو تو تباین عام سے پہلے کتابت خاص کر لینا بہتر ہے والسلام والدعا فقط۔ راقم اشرف علی تمت

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔

تجویز نامہ [illegible] مجلس انتظامی [illegible] کمیٹی

[illegible]

۱- اراکین مجلس [illegible]

[illegible]

۲- [illegible]

[illegible]

۳- [illegible] کتاب [illegible] لازم ہے [illegible]

[illegible]

۴- [illegible] کا نشان [illegible]

۵- [illegible]

[illegible] فقط